381
رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم — قل ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ط واللہ واسع علیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

قیمت سالانہ پیشگی [illegible]

[illegible]

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد ۵ | ۱۲ فروری ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ | نمبر ۶۵

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ۹ تاریخ بعد ہفتہ طبیعت علیل رہی۔ لیکن اب خدا کے فضل و کرم سے آرام ہے۔ اور درس شروع فرما دیا ہے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب روزانہ بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں قرآن کریم کا درس دیتے ہیں۔

مسٹر جی عبدالرحمن صاحب لائل پوری نے یہاں جلد بندی کا کام شروع کیا ہے امید ہے اچھا کام نکلے گا۔ آپ کے لئے جلدیں عمدہ اور با آسانی مل سکینگی۔

یہاں احمدی دھوبیوں کی سخت ضرورت ہے۔ اگر کوئی صاحب آنا چاہیں تو مفصل حالات ایڈیٹر الفضل کے ذریعہ دریافت کر سکتے ہیں۔

خواجہ صاحب کو مباحثہ کا چیلنج

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب الفضل السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت مفتی صاحب نے خواجہ صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی صداقت کے متعلق مباحثہ اور مباہلہ کا چیلنج دیا تھا جس کے جواب میں انہوں نے صرف یہ فرمایا تھا کہ میں مفتی صاحب سے بالکل گفتگو کرنا نہیں چاہتا۔ ہاں اگر قاضی عبداللہ آویں تو اس کے ساتھ بخوشی گفتگو امور متنازعہ پر کر سکتا ہوں۔ اس کے لئے انہوں نے عرب صاحب کے ساتھ گذشتہ جمعرات کا دن مقرر کیا تھا مگر بعد میں خط لکھا کہ جمعرات کے دن تکلیف نہ کریں جمعہ کے روز چار بجے گفتگو کے لئے آپ اور قاضی صاحب آجاویں چنانچہ ہم دونوں خواجہ صاحب کے مکان پر گذشتہ جمعہ کے دن پورے ۴ بجے پہنچ گئے۔ مگر خواجہ صاحب وہاں سے ہمارے جانے سے قبل کہیں چلے گئے۔ دو گھنٹے تک برابر انتظار کرتے رہے۔ مگر نہ آئے اس لئے ہمیں مجبورًا واپس آنا پڑا۔ اب عرب صاحب نے ان کو خط لکھا ہے۔ جس کی نقل ارسال خدمت ہے اب دیکھئے کیا جواب دیتے ہیں۔ خاکسار قاضی عبداللہ ۹ فروری ۱۹۱۸ء

نقل خط عرب صاحب بنام خواجہ صاحب

جناب خواجہ صاحب مکرم السلام علیکم

آپ کے کارڈ کی نقل ہے جس میں آپ نے مجھے لکھا تھا کہ میں قاضی صاحب کو ساتھ لے کر جمعہ کی شام کے ۴ بجے آپ کے مکان پر گفتگو کے واسطے پہنچوں۔ ہم دونوں یعنی میں اور قاضی عبداللہ صاحب وقت مقررہ پر آپ کے مکان پہنچے۔ مگر افسوس ہے کہ آپ باوجود ہم کو بلانے کے

نظم

عرضِ حال

(از جناب ماسٹر عبدالرحمن صاحب خاکی)

من از لطفِ عمیمِ حضرتِ خلّاقِ رحمانی — کہ ما را از کرم داد است دولت ہائے ایمانی

حدیثِ عشقِ لیلائے جہاں از روزِ اول کردم — چو دیدم حسنِ محبوبِ ازل از فیضِ روحانی

مقامِ صدق و نورِ حق ز چشمِ قلب پنہاں بود — کہ بودم در تعلق ہا غریقِ بحرِ ظلمانی

دلِ من بے خبر از شاہراہِ حق پریشاں بود — گہے چشمِ تصور ہم ندیدہ بزمِ عرفانی

علامت ہائے مسلم گو بظاہر در جبیں پیدا — مگر اسلامِ من شرمندۂ طرزِ مسلمانی

یکایک ابرِ رحمت بر وجودِ خاکیم بارید — کہ پیدا شد بہارِ سنبلِ ریحانی و ریّانی

خدا اے پاک بر فرقِ سرم جلوہ گری کی موسٰے — دلم از فیضِ ربّانی شدہ ایوانِ کیوانی

او یم طبع از فیضِ سہیلِ عنبر افشاں گردید — ضمیرم مثلِ لعل و دُرِّ عمّانی بدخشانی

نماند در وجودم ہیچ شکر ہا ہمہ عالم — کہ من بر فرقِ چشم بلقیس بربود سلیمانی

سرم پیشِ حضورِ مہدیِ آخر زماں خم شد — منوّر گشت جانم از فیوضِ آدمِ ثانی

چناں آساں شد علمِ الٰہی از تقاریرش — کہ گشت نور و نطقم بو علی سینائے ہمدانی

بحمد اللہ کہ فضلِ یزدی خود جانِ بکسِ من شد — بجستہ جنسِ عالم بد کاں ہیچ ارزانی

منقطع کردی ز جسمم بداں بندِ گرانم را
ز بحرِ کرم ممنون کردی خان و مانم را

غرض از فیضِ تو ہستی چو بہارِ بے خزانی دیدم — نظر بر خود چو متعلقیں را من گراں دیدم

یمینِ من پر از شر و فسادِ سرد مہری شد — یسارِ خویش را معمور از شور و فغاں دیدم

وقود النار طعنِ جاہلاں شد جسمِ زارِ من — مگر من اندریں فرخ ریاحینِ جناں دیدم

رضائے حق مگر از شرِ ایشاں بیشتر گردید — کہ من از کشمکش رازِ الٰہی امتحاں دیدم

اتالیقِ ضمیرم چوں مسیحائے زماں گشتہ — من از فیضش وجودِ ابتلائے گلفشاں دیدم

حلاوت ہا کہ اندر سوزشِ عشقِ تو دیدستم — نہ ایں لذت عسل اندر نہ در مہرِ بتاں دیدم

ملامت ہائے خویشاں و خورش از خونِ دل دارم — ز ہجرِ تو چنیں دیدم ز عشقِ تو چناں دیدم

دمادم شور و غوغا ہا بقیر و بند در کارم — سرت گردم بہر دردِ تو چہ با گوشِ گراں دیدم

بیا اے مظہرِ صدق و سداد و منبعِ عزت — کہ من در راہِ تو نادیدنی ہا را عیاں دیدم

بحمد اللہ کہ بخریدم بقا از بیعتِ جانم — کہ من از لطفِ تو مقصودِ امرِ کن فکاں دیدم

مبدّل ساختی از وصالِ خود سودائے یائم را
کہ واقف ساختی از ذکرِ خود قلبِ زبانم را

ظہورِ احمدیت گشت چوں من بر خود نظر کردم — برائے جلبِ معنی جنگ از خروجِ حضور کردم

وفاداری معنی چوں ندیدم از وفاداراں — عداوت ہا و من را غرق فی النار سقر کردم

رہِ مولے گرفتم از طفیلِ احمدِ مرسل — من از فیضش نہالِ قلبِ خود را با ثمر کردم

بیا مرغِ دلم پرواز کن اندر فضائے عشق — بسے زاری من از بہرِ تو ہنگامِ سحر کردم

حماک اللہ ای چشمم بنال اندر فراقِ دوست — کہ گوہر ہائے ناسفتہ من از خونِ جگر کردم

مزارِ من منوّر ساز از قندیلِ کافوری — کہ من امروز مشقِ دیدنِ رشکِ قمر کردم

درونِ سینۂ ریشم ز ہجرت سوز ہا بینم — مگر پیشِ حریفانِ خودم سینہ سپر کردم

امیدِ رحمتت دارد حکیمِ خاکئی بیدل — برائے خاطرش من ہم دعا ہا پُر اثر کردم

خدایا موردِ انوارِ خود گرداں مکانم را
تسلّی بخش جانم را نکو گرداں زمانم را

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۱۲- فروری ۱۹۱۸ء

اب تک خواجہ حسن نظامی نے کتنے رنگ بدلے

مباہلہ کا چیلنج دینے کے وقت سے اس وقت تک خواجہ حسن نظامی صاحب نے جتنے رنگ بدلے ہیں انھیں دیکھ کر ہر ایک سمجھدار اور عقلمند انسان حیران رہجاتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب کو کیا ہو گیا ہے۔ اور وہ کیوں ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن دراصل اس میں حیرانی کی کوئی بات نہیں۔ خواجہ صاحب نے اپنی کسی خاص ترنگ میں آکر مباہلہ کا چیلنج تو دے دیا۔ لیکن اس کے بعد جب ہوش میں آئے تو قدر عافیت معلوم ہوئی۔ اور لگے باتیں بنانیں کہاں تو وہ شور اشوری کہ ایک گھنٹہ میں اَر دینے کا چیلنج دیا۔ اور اس کا نام مباہلہ رکھ کے بڑے زور کے ساتھ لکھ دیا۔ کہ

"مجھے اپنے برحق ہونے اور تمھارے مرنے کا پورا یقین ہے"

اور کہاں یہ بے شکی کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلی ہی تحریر کے شائع ہونے پر یہ عذر بنایا۔ کہ

"میں نے مباہلہ کی حیثیت سے ان (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کو چیلنج نہیں دیا تھا۔ نہ مباہلہ کا نام اس مضمون میں تھا۔ جو اس مسئلہ پر نظام المشائخ محرم نمبر میں شائع ہوا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ میں نے ایک گھنٹہ کا وقت نتیجہ کے واسطے مقرر کر دیا تھا۔ کیونکہ اس بلاوے کی حیثیت مباہلہ سے بالکل جدا گانہ تھی"

حالانکہ خواجہ صاحب موصوف نے نظام المشائخ کے اسی پرچہ میں۔ جس کا انھوں نے حوالہ دیا ہے صاف طور پر یہ الفاظ لکھے تھے کہ

"اگر تم (حضرت خلیفۃ المسیح) کو یہ مباہلہ منظور ہو تو ربیع الاول ۱۳۳۶ہجری کی چھٹی تاریخ کو اپنے حواریوں کو لے کر اجمیر شریف آجاؤ"

اب یہ صاف اور صریح طور پر حواس باختگی کی علامت نہیں۔ تو اور کیا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے ان میں اس وقت تک کچھ نہ کچھ سمجھ باقی تھی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے جواب میں۔ جو تحریر ۳۰ دسمبر ۱۹۱۷ء کے اخبار خطیب میں شائع کی اس میں یہ نہایت کچی اور غلط بات تو نہ لکھی۔ البتہ وہ اہم شرائط جو مباہلہ کو وقوع میں لانے۔ اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے پیش کیگئی تھیں ان کو اصل صورت میں ماننے سے انکار کر دیا اور ایسی کتر بیونت کی کہ وہ نہ ماننے کے برابر ہو گئیں۔ لیکن باوجود اس کے خواجہ صاحب کی راست گفتاری دیکھئے لکھدیا کہ

"میں نے ان کی (حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) کی تیرہ کی تیرہ شرطیں تسلیم کر لی ہیں۔ اور کسی شرط کے ماننے سے انکار نہیں کیا"

اس پر انھیں بتلایا گیا کہ بندہ خدا کیوں راستبازی اور صداقت شعاری کی مٹی پلید کرتے ہو۔ اور غلط بیانی سے خلق خدا کو دھوکہ میں ڈالنا چاہتے ہو۔ تم نے کہاں اور کب تیرہ کی تیرہ شرطیں تسلیم کی ہیں۔ ذرا اپنے گریبان میں منھ ڈال کر تو دیکھو کیا تمھارے سامنے پہلی ہی جو یہ شرط رکھی گئی تھی۔ کہ مباہلہ کو وسیع الاثر بنانے کے لئے فریقین کے ساتھ مباہلہ کے وقت کم از کم ایک ایک ہزار آدمی ہو جو مباہلہ میں شامل ہو۔ اس کو تم نے منظور کر لیا ہے۔ اور یہ الفاظ اسی کی منظوری کے لئے ہی لکھے ہیں کہ

"میں ایسے ہزار آدمیوں کے پتے اور دستخط بھجوا دونگا۔ جنھوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے"

پھر کیا ایک اور شرط جو تھی کہ فریقین کو پانچ پانچ ہزار روپیہ نقد کسی ایسے ثالث کے پاس جو معتبر اور ثقہ ہو اور کسی فریق سے تعلق نہ رکھتا ہو جمع کر دینا ہوگا۔ بدیں شرط کہ اگر تاریخ مقررہ پر کوئی فریق حاضر نہ ہوا۔ تو اس کا جمع کردہ روپیہ ثالث فریق ثانی کو جو حاضر ہو گیا ہو معہ اس کے اپنے روپیہ کے دیدے۔ یہ شرط اس لئے ضروری ہے۔ کہ تا کوئی فریق دوسرے فریق کو دھوکہ دیکر نقصان نہ پہنچائے"

اس کی منظوری انھیں الفاظ میں دی ہے کہ:۔

"نقد روپیہ جمع کرنے کی کچھ ضرورت نہیں میں ایک تحریر لکھدونگا۔ کہ اگر میں مقابلہ میں نہ آیا۔ تو میاں صاحب کے سفر لاہور میں جو خرچ ہوگا۔ اس کا دیندار میں ہونگا۔ جو میری تجارتی کتب سے وصول کیا جا سکتا ہے"

اسی طرح باقی شرائط کے بالمقابل جب خواجہ صاحب کی تحریر رکھ کر بتایا گیا۔ کہ انھوں نے کسی ایک اہم شرط کو بھی قبول نہیں کیا۔ اور مندرجہ بالا دونوں شرائط کے معقول ہونے اور ان کے قبول کرنے پر جب زور دیا گیا۔ تو خواجہ صاحب نے ۱۴ جنوری کے اخبار خطیب میں جوابی مضمون میں لکھدیا کہ:۔

"ماحصل مدعا یہ ہے کہ ایک ہزار آدمی کے ساتھ لانے اور پانچ ہزار روپیہ جمع کرنے کی شرطوں کو یا تو موقوف کر دیجئے۔ یا میری سابقہ ترمیم کے موافق رکھیئے"

یہ لکھتے ہوئے خواجہ صاحب کو اپنی وہ بات یاد نہ رہی کہ میں تو تیرہ کی تیرہ شرطیں مان لینے کا اعلان کر چکا ہوں پھر اب کس منھ سے ان دونوں شرطوں کو جو سب سے

بڑی اور اہم ہیں موقوف کرانے یا بدل دینے کی درخواست کرتا ہوں۔ یہ درخواست کرتے ہوئے خواجہ صاحب نے جو باتیں اپنی تائید میں پیش کی تھیں۔ ان کا ۱۹ جنوری ۱۹۳۶ء کے الفضل میں جب انہیں نہایت مدلل اور معقول جواب دے دیا گیا۔ اور ساتھ ہی ان دونوں شرائط کو ان کی آسانی اور سہولت کے لئے اتنا نرم کر دیا گیا کہ جس کے بعد ان کو کوئی عذر اور بہانہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اور علاوہ بریں ان سے قادیان آکر مباہلہ کرنے کی صورت میں ان دونوں شرائط کو بالکل اٹھا دینے سے فرار ہونے کا کوئی موقعہ نہ رہنے دیا گیا تو ان کی طرف سے ایک قلمی چٹھی بذریعہ رجسٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں ۱۰ جنوری کو پہنچی جس میں بتایا گیا تھا کہ یہی مضمون شائع ہونے کے لئے دیا گیا ہے۔ لیکن اس وقت تک وہ مضمون چھپکر حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں نہیں پہنچا۔ اور پیسہ اخبار مورخہ ۴ فروری میں جو دفتر میں بطور تبادلہ آتا ہے۔ ہماری نظر سے گذرا۔ اس میں خواجہ صاحب نے جس قدر پیچ و تاب کھائے۔ اور رنگ بدلے ہیں۔ ان سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب کی حالت کیسی قابل رحم ہو رہی ہے۔ انہوں نے اپنی تمام پہلی تحریروں پر پانی پھیرتے ہوئے بھاگنے کی کوئی صورت نہ پاکر اب ایک اور نئی صورت پیش کر دی ہے۔ چنانچہ پہلے جو انہوں نے یہ لکھا تھا۔ کہ

"میاں صاحب کو خیال ہے۔ اور سچا خیال ہے کہ حسن نظامی پانچہزار روپیہ یکمشت جمع نہیں کر سکتا" خطیب ۳۰۔ دسمبر

اس سچے خیال کی خود ہی تغلیط کر دی ہے۔ اور پھر یہ جو تحریر کیا تھا۔ کہ

"ہزار آدمیوں کے لانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ ایک طرح کا اسراف ہے" خطیب ۳۰۔ دسمبر

اس اسراف کو بھی جائز قرار دے لیا ہے۔ اور لکھ دیا ہے کہ :-

"میں پانچ ہزار روپیہ بھی لیکر آؤنگا۔ اور ایک ہزار آدمی بھی" پیسہ ۴۔ فروری

پیشتر اس کے کہ جس شرط کے ساتھ ان الفاظ کو خواجہ صاحب نے مشروط کیا ہے۔ اس کو پیش کریں ہم ان سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ سچا خیال کہ آپ پانچہزار یکمشت جمع نہیں کر سکتے کہاں گیا۔ اور کیوں غلط ہو گیا۔ کیا اب آپ کو کوئی خاص خزانہ ہاتھ آگیا ہے۔ جس تک پہلی تحریر لکھتے وقت آپ کی رسائی نہ تھی۔ اگر نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ کی پہلی تحریر کو آپ کی غلط بیانی اور باطل آرائی نہ سمجھیں۔ پھر اب ہزار آدمی کو ساتھ لانا آپ کے نزدیک کیوں اسراف نہیں رہا۔ کیا اب آپ نے کسی نئی شریعت کو اختیار کیا ہے۔ جس میں اسراف کو جائز رکھا گیا ہے۔ اگر نہیں تو اپنی پہلی تحریر کے متعلق۔ آپ کا کیا ارشاد ہے۔ وہ جھوٹ اور کذب تھا۔ یا کیا۔

مگر کیا آپ کا بار بار رنگ بدلنا۔ اس بات کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ آپ مباہلہ سے جان چھڑانے کے لئے اضطراری حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور ایسے حواس باختہ ہو چکے ہیں۔ کہ جو کچھ پہلے لکھ چکے ہیں۔ بعد میں اس کے صریح خلاف لکھ رہے ہیں۔ اور اب جب کہ ان دونوں شرائط کو ایک لمبی تحریری بحث کے بعد ماننے کے بغیر آپ کو چارہ نہیں رہا۔ تو اپنی طرف سے ایک نیا شاخسانہ کھڑا کر دیا ہے۔ تاکہ کچھ مدت اسی پر اڑ کر اپنی جان بچائے رکھیں۔

آپ نے اب پانچہزار روپیہ جمع کرانے اور ایک ہزار آدمی کو ساتھ لانے کی شرائط کا انکار کر سکنے کی کوئی صورت نہ دیکھ کر ان کو تو ایک رنگ میں مان لیا ہے لیکن ساتھ ایک اور شرط زائد کر دی ہے۔ جو یہ ہے کہ

"ساری دنیا میں ۸۰ ہزار قادیانی ہیں۔ اہل قادیان کا یہ سراسر جھوٹا دعوے ہے۔ کہ ان کی تعداد پانچ لاکھ ہے۔ سرکاری مردم شماری کی رو سے وہ سارے ہندوستان میں کل ۸۰ ہزار ہیں۔ اور ان ۸۰ ہزار میں بھی ایک معقول تعداد مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہو گئی۔ اور لاہور میں اپنا الگ جتھہ لگا لیا۔ اس لحاظ سے موجودہ خلیفہ قادیان کے ہمراہ گنتی کے چند آدمی رہ گئے ہیں۔ پس جب وہ مجھ سے ہزار ہا آدمی ساتھ لانے اور پانچہزار روپے نقد جمع کرانے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ تو میں اس مطالبہ میں بالکل حق بجانب ہوں۔ کہ وہ بھی اپنی فرضی پانچ لاکھ جماعت میں سے صرف ۲۰ ہزار آدمی کے دستخط مع پتوں کے مفصلہ ذیل حضرات کو دکھا دیں۔ کیونکہ مجھے یقین ہے۔ کہ مرزا صاحب کی جماعت میں ۲۰ ہزار آدمی بھی نہیں ہیں۔ وہ تو پانچ لاکھ ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اگر وہ ۲۰ ہزار کے دستخط اور پتے دکھا دیں گے۔ تو میں فوراً قادیان آجاؤنگا ان دستخطوں اور پتوں کو ان حضرات کی کمیٹی پاس کرے گی

(۱) جناب مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر فرقہ قادیانی منکر نبوت مرزا صاحب۔ لاہور (۲) جناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب بیرسٹر ایٹ لا ہور (۳) جناب لالہ دینا ناتھ صاحب ایڈیٹر اخبار دیش لاہور۔ (۴) جناب سردار امر سنگھ صاحب ایڈیٹر اخبار لائل گزٹ لاہور۔ (۵) مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار۔ جس شہر کی جماعت قادیانی کی فہرست ہو۔ اس شہر کے ایک ہندو اور ایک مسلمان غیر قادیانی کی تصدیق بھی فہرست میں لازمی ہو گی"

خواجہ صاحب کی اس نئی شرط کے متعلق اصل جواب تو انشاء اللہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ہی عنقریب تحریر فرمائیں گے ہم اس وقت صرف یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ یہ بات تو اس وقت آپ کے ذہن مبارک میں آنی چاہیئے تھی۔ جب آپ نے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا۔ اور اس وقت آپ کو خیال کرنا چاہیئے تھا۔ کہ میں کیوں ایک ایسے شخص کو مباہلہ کا چیلنج دے

ملا ہوں۔ جس کے ہمراہ گنتی کے چند آدمی ہیں۔ تو اب جبکہ جان چھڑانے کے لئے۔ آپ کے سامنے اور کوئی صورت باقی نہیں رہی۔ تو یہ عذر پیش کر دیا ہے۔ اور پھر اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ بطور خود ایک کمیٹی بھی مقرر کر دی ہے کہ جب تک وہ کسی کے احمدی ہونے کی تصدیق نہ کرے۔ اس وقت تک وہ احمدی ہو ہی نہیں سکتا۔ اول تو ہمیں یہ معلوم نہیں کہ جن لوگوں کے نام خواجہ صاحب نے لکھے ہیں۔ انھوں نے اس کام کو منظور بھی کر لیا ہے۔ یا نہیں۔ اور اگر وہ منظور بھی کر لیں تو یہ علم نہیں ہے۔ کہ وہ کس طرح اس کام کو کریں گے۔ کیا بیس ہزار احمدی جن میں کوئی کسی حصہ ملک کا ہوگا اور کوئی کسی کا ان کی خدمت میں مع گواہوں کے پیش کئے جائیں گے۔ یا بطور وفد کے یہ ممبران کمیٹی ایک ایک احمدی کے پاس خواہ وہ کسی حصہ دنیا میں ہو جا کر تصدیق کریں گے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں اس مضحکہ خیز تجویز کے پیش کرنے سے خواجہ صاحب کا مطلب کیا ہے۔ اگر یہ ہے کہ نہ یہ ممبران اس کام کو کر سکیں گے۔ نہ مجھے میدان مباہلہ میں آنا پڑے گا۔ تو خیر انھوں نے نہ نو من تیل ہوگا۔ نہ رادھا ناچے گی کی مثل کو زندہ کر دیا۔ اور اگر انھوں نے یہ شرط اس لئے پیش کی ہے کہ وہ جماعت جس کی تعداد ۲۰ ہزار بھی نہیں ان کے امام اور سرگروہ کے ساتھ مباہلہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ تو انھوں نے پہلے چیلنج ہی کیوں دیا تھا اور پھر انھیں کیا اپنے وہ الفاظ یاد نہیں رہے۔ جو انھوں نے کسی غیر احمدی صاحب کی اس نظم کے جواب میں جس کا ایک شعر یہ ہے کہ ؎

مرزا کی موت سے نہیں خلقت کو فیض کچھ
کہہ دو حسن نظامی سے قیصر کو مار دے

کے جواب میں لکھے تھے کہ

"قادیان کے مقابلہ میں قیصر جرمنی بیچارہ کی کیا ہستی ہے۔ یہ خطۂ پاک تو وہ خونریز وعالم کباب واقعہ ہوا ہے۔ کہ ہزار قیصر اس پر سے صدقے کرکے پھینک دیے جا سکیں"

یہ الفاظ جا رہے ہیں کہ خواجہ صاحب کے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے مباہلہ کرنا کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ پس اگر ان الفاظ میں کچھ صداقت اور راستی پائی جاتی ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب ۲۰ ہزار کے دستخط اور پتے پیش کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اور اس طرح اپنی جان بچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کیا اب ہزار قیصر نہ سہی ایک قیصر کو صدقے کرکے پھینک دینے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ اگر ہے تو پھر میدان میں نکلنے کے لئے نئے نئے حیلے تراشنے کی کیوں کوشش کی جاتی ہے۔ پھر کیا خواجہ صاحب کو اپنے یہ الفاظ بھول گئے ہیں کہ

"اہل قادیان سے میری خانہ جنگی نہیں ہے۔ بلکہ جہاد جنگی ہے۔ سارے جہان کو جس قوت مربیہ ومغنایہ کا خوف لگا ہوا ہے میں اس کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ یورپ شیلے کے قوائے حربیہ کا خاتمہ ہو جائے گا تو دنیا کو امن نہیں ملیگا جتنا قادیان کی طاقت کے زیر وزبر ہونے سے مل سکتا ہے"

اب یا تو خواجہ صاحب نے یہ جھوٹ اور غلط لکھا ہی کہ سارے جہان کو قادیان کی قوت کا خوف لگا ہوا ہے اور اس کے زیر وزبر کرنے سے دنیا کو جتنا امن مل سکتا ہے۔ اتنا پرشیہ کے قوائے حربیہ کا خاتمہ کر دینے سے نہیں مل سکتا۔ یا اب یہ جھوٹ کہہ رہے ہیں۔ کہ خلیفہ قادیان کے ہمراہ گنتی کے چند آدمی رہ گئے ہیں۔ کیونکہ گنتی کے چند آدمیوں کا دنیا کو کیا خوف و خطر ہو سکتا ہے۔

پس خواجہ صاحب کو چاہئے کہ اپنی پہلی تحریروں کو دیکھیں اور پہلی لن ترانیوں کو یاد کریں اور آئے دن نئے نئے رنگ نہ بدلیں اس طرح وہ اپنی ہزیمت اور ناکامی کی پردہ پوشی نہیں کر رہے۔ بلکہ پردہ دری کر رہے ہیں۔ اور عقلمند لوگ خوب سمجھ رہے ہیں کہ اب وہ نئے نئے حیلے بہانے کرکے میدان سے فرار ہونے کی راہ اختیار کر رہے ہیں۔

خواجہ حسن نظامی کو پیشرو انعام

ایک غیر احمدی صاحب کی طرف سے

مندرجہ ذیل مضمون ہمارے پاس ایک غیر احمدی صاحب کی طرف سے شائع کرنے کے لئے موصول ہوا ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور خواجہ حسن نظامی صاحب کی طرف سے مباہلہ کے متعلق اس وقت تک جس قدر تحریریں شائع ہو چکی ہیں۔ ان سے حق پسند غیر احمدی اصحاب کیا نتیجہ نکالنے پر مجبور ہو رہے ہیں (ایڈیٹر)

(۱) خواجہ حسن نظامی نے مخول کے طور پر میرزا محمود احمد صاحب قادیانی کو مباہلہ کی دعوت دی اور اجمیر شریف بلایا۔ اور میرزا صاحب کو ایسی دھمکی دی کہ شاید وہ ڈر جائیں گے۔ مگر میرزا صاحب نے اس کا جواب ایسی سنجیدگی اور استقلال سے دیا۔ اور مطابق کتاب وسنت کے ایسی شرطیں لگائیں کہ خواجہ حسن نظامی صاحب شیر سے گیدڑ ہو گئے۔ اور آخر کار بھیڑ

(۲) گو میں قادیانی جماعت سے نہیں ہوں۔ مگر حق پرست ضرور ہوں۔ میرزا صاحب قادیانی کی شرطیں مطابق کتاب وسنت کے ہیں خواجہ حسن نظامی صاحب اس کا جواب بیہوشی کی حالت میں دیتے ہیں۔ کہ پڑھنے والا خواہ منشی یا ملا دان کچھ سمجھ نہیں سکتا۔

(۳) اخبار وکیل لاہور کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ میرزا محمود احمد صاحب نے اب لاہور میں مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا ہے اور قادیان بلایا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ اگر خواجہ حسن نظامی صاحب الفضل کے کسی پرچہ میں سے یہ ثابت کر دیں۔ کہ میرزا صاحب نے لاہور آنے سے انکار کیا ہے تو میں دس روپیہ انعام خواجہ صاحب کو دونگا۔

(۴) میرزا محمود احمد صاحب ہر بار مباہلہ کو تیار ہیں۔ لیکن خواجہ حسن نظامی خود بخود اپنی کم علمی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اور وقت کو ٹال رہے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ خواجہ حسن نظامی خود بخود شکست کا اقرار کریں۔ رحمت خاں سب پوسٹ ماسٹر چھلیاں۔

ایک غیر احمدی معترض کے چند اعتراضات اور ان کے جواب

دوسرا اعتراض - ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص۲۱۲ میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں

"معلوم رہے کہ زبان عرب میں لفظ توفی صرف موت دینے کو نہیں کہتے بلکہ طبعی موت دینے کو کہتے ہیں جو بذریعہ قتل و صلیب یا دیگر خارجی عوارض سے نہ ہو۔ اسی لئے صاحب کشاف نے جو علامہ لسان عرب ہے اس مقام میں تفسیر انی متوفیک میں لکھا ہے کہ انی ممیتک حتف انفک یعنی میں تجھے طبعی موت دونگا"

اس عبارت کو پیش کر کے اسی معترض نے دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب جب صاحب کشاف کو علامہ لسان عرب تسلیم کرتے ہیں تو اس کے دوسرے معنی کو جو اس نے رافعک الی کے الی سمائی و مقر ملائکتی کئے ہیں۔ کیوں تسلیم نہیں کرتے۔

سو جاننا چاہئے۔ کہ یہ اعتراض بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اسی کتاب ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم کے صفحہ ۲۰۰ میں حضرت مسیح موعود خود تحریر فرماتے ہیں۔

"واضح رہے اس جگہ جو ہم نے زمخشری (صاحب کشاف کو ناقل) کو علامہ۔ اور امام کے نام سے یاد کیا ہے۔ وہ محض باعتبار معتبر فن لغت کے ہے۔ کیونکہ اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ شخص زبان عرب کی لغات اور ان کے استعمال کے محل اور مقام۔ اور ان کے الفاظ فصیح اور غیر فصیح اور لغت جدید اور لغت قدیم اور مستحدث اور قواعد لطیفہ صرف و نحو و بلاغت سے خوب ماہر اور ان باتوں میں امام اور علامۂ وقت تھا۔ نہ کہ اور کسی بات میں"۔

اس سے ظاہر ہے کہ اعتقادیات میں حضور علیہ السلام نے علامہ زمخشری کو امام نہیں مانا بلکہ صرف باعتبار زبان دانی کے اس کا امام ہونا تصدیق کیا ہے۔ اور یہ وہ بات ہے جس کو علامہ عینی شارح صحیح بخاری بھی تسلیم کر چکے ہیں چنانچہ وہ اپنی شرح عینی جلد ۸ صفحہ ۱۸۹ میں لکھتے ہیں "وقد سمعت الاساتذة الکبار من علماء العرب والعجم ان من ردّ علی الزمخشری فی غیر الاعتقادیات فھو ردّ علیہ" ورنہ اعتقادیات میں زمخشری کی ہمیشہ سے تردید ہوتی آئی ہے۔ اور تمام تفاسیر میں اس کے عقائد کو جابجا رد کیا گیا ہے۔

"الانتصاف" امام ناصر الدین احمد مالکی کی ایک مستقل کتاب زمخشری کی تفسیر کشاف کے حاشیہ پر موجود ہے۔ جس میں اس کے عقائد کا رد کیا گیا ہے۔

تیسرا اعتراض اسی معترض نے یہ کیا ہے کہ بعض سچے خوابوں۔ یا بعض سچے کشفوں یا بعض پیشگوئیوں کے پورا ہونے سے کوئی شخص سچا نہیں بن سکتا۔ اور نہ اس کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے اور اس بات کو حضرت مرزا صاحب بھی حقیقۃ الوحی میں مانتے ہیں۔ پس یہ کیونکر مان لیا جاوے کہ مرزا صاحب خدا کی طرف سے تھے۔

سو اس کا جواب ہم حضرت مسیح موعود کی ہی تحریر سے دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:-

"یہ اعتراض میرے پر نہیں۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام پر ہے۔ اور میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ سچی خوابیں اکثر لوگوں کو آجاتی ہیں۔ اور کشف بھی ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات بعض فاسق اور فاجر اور تارک الصلوٰۃ بلکہ بدکار اور حرام کار۔ بلکہ کافر اور اللہ اور اس کے رسول سے سخت بغض رکھنے والے۔ اور سخت توہین کرنے والے اور پیچ پیچ اخوان الشیاطین شاذ و نادر پر سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔ اور بعض کشفی نظارے بھی ایک سرعت برق کی طرح عمر بھر کبھی اُن کو دکھلائے جاتے ہیں۔ پس درحقیقت ایک سرسری نظر سے اس قسم کے مشاہدات سے ایک نادان کے دل میں تمام انبیاء علیہم السلام کی نسبت اعتراض پیدا ہوگا۔ کہ جب کہ ان کی مانند دوسرے لوگوں پر بھی بعض امور غیب کے کھولے جاتے ہیں۔ تو انبیا کی اس میں کونسی فضیلت ہوئی۔ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ کبھی ایک نیک بخت نیک چلن تو کسی امر میں کوئی پیچیدہ خواب دیکھتا ہے۔ یا نہیں دیکھتا۔ مگر اسی رات ایک فاسق بدمعاش نجاست خوار کو صاف اور کھلی کھلی خواب دکھائی دیتی ہے۔ اور وہ سچی بھی نکلتی ہے۔ اور اس راز سربستہ کا حل کرنا عام لوگوں کی طبیعتوں پر مشکل ہو جاتا ہے اور بہتیرے اس سے ٹھوکر کھاتے ہیں۔ سو متوجہ ہو کر سننا چاہئے۔ کہ خواص کے علوم اور کشوف اور عوام کے خوابوں اور کشفی نظاروں میں فرق یہ ہے کہ خواص کا دل تو مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے۔ اور جیسا کہ آفتاب روشنی سے بھرا ہوا ہے۔ وہ علوم اور اسرار غیبیہ سے بھر جاتے ہیں۔ اور جس طرح سمندر اپنے پانیوں کی کثرت کی وجہ سے ناپیدا کنار ہوتے ہیں اور جس طرح جائز نہیں کہ ایک گندے اور سڑے ہوئے چھپڑ کو محض تھوڑے سے پانی کے اجتماع کی وجہ سے سمندر کے نام سے موسوم کردیں اسی طرح وہ لوگ جو شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب دیکھ لیتے ہیں۔ ان کی نسبت نہیں کہہ سکتے کہ وہ نعوذ باللہ ان بحار علوم ربانی سے کچھ نسبت رکھتے ہیں۔ اور ایسا خیال کرنا اسی قسم کا لغو اور بیہودہ ہے کہ جیسے کوئی شخص صرف منہ اور آنکھ اور ناک اور دانت دیکھ کر سور کو انسان سمجھ لے۔ اور بندر کو بنی آدم کی طرح شمار کرے۔ تمام مدار کثرت علوم غیب اور استجابت دعا اور باہمی محبت و وفا اور قبولیت اور محبوبیت پر ہے۔ ورنہ کثرت قلت کا

فرق درمیان سے اٹھا کر ایک کرم شب تاب کو بھی کہہ
سکتے ہیں۔ کہ وہ بھی سورج کے برابر ہے۔ کیونکہ روشنی اس
میں بھی ہے...... غرض جس طرح اس ظاہری دنیا میں
ایک ادنیٰ کو کسی جزئی امر میں اعلیٰ سے مشابہت ہوتی
ہے۔ ایسا ہی روحانی امور میں بھی ہو جایا کرتا ہے۔
اور روحانی جوہری ہوں یا ظاہری جوہری وہ جھوٹے پتھروں
کو اس طرح پر شناخت کر لیتے ہیں کہ جو سچے جواہرات کے
بہت سے صفات ہیں ان کے رو سے ان پتھروں
کا امتحان کرتے ہیں۔ آخر جھوٹ کھل جاتا ہے۔ اور
سچ ظاہر ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ سچے ہیروں میں صرف
ایک چمک ہی تو صفت نہیں۔ اور بھی تو بہت سی صفات
ہوتی ہیں۔ پس جب جوہری وہ کل صفات پیش نظر
رکھ کر جھوٹے پتھروں کا امتحان کرتا ہے۔ تو فی الفور
ان کو ہاتھ سے پھینک دیتا ہے۔ اسی طرح مردان
خدا جو خدا تعالیٰ سے محبت اور مودت کا تعلق رکھتے ہیں
وہ صرف پیشگوئیوں تک اپنے کمالات کو محدود نہیں رکھتے
ان پر حقائق و معارف کھلتے ہیں۔ اور دقائق و اسرار
شریعت اور دلائل لطیفہ حقانیت ملت ان کو عطا ہوتے
ہیں۔ اور اعجازی طور پر ان کے دل پر دقیق در دقیق
علوم قرآنی اور لطائف کتاب ربانی اتارے جاتے
ہیں۔ اور وہ ان فوق العادت اسرار اور سماوی علوم
کے وارث کئے جاتے ہیں۔ جو بلا واسطہ محبت کے
طور پر محبوبین کو ملتے ہیں۔ اور خاص محبت ان کو عطا کی جاتی
ہے۔ اور ابراہیمی صدق و صفا ان کو دیا جاتا ہے۔ اور
روح القدس کا سایہ ان کے دلوں پر ہوتا ہے۔ وہ خدا
کے ہو جاتے ہیں۔ اور خدا ان کا ہو جاتا ہے۔ ان کی
دعائیں خارق عادت طور پر آثار دکھاتی ہیں۔ ان
کے لئے خدا غیرت رکھتا ہے۔ وہ ہر میدان میں
اپنے مخالفوں پر فتح پاتے ہیں۔ ان کے چہروں پر
محبت الٰہی کا نور چمکتا ہے۔ ان کے در و دیوار پر
خدا کی رحمت برستی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ وہ پیارے
بچے کی طرح خدا کی گود میں ہوتے ہیں۔ خدا ان کے لئے
اس شیر مادہ سے زیادہ غصہ ظاہر کرتا ہے۔ جس کے
بچہ کو کوئی لینے کا ارادہ کرے۔ وہ گناہ سے معصوم
وہ دشمنوں کے حملوں سے معصوم۔ وہ تعلیم کی غلطیوں سے
بھی معصوم ہوتے ہیں۔ وہ آسمان کے بادشاہ ہوتے ہیں
خدا عجیب طور پر ان کی دعائیں سنتا ہے۔ اور عجیب طور پر
ان کی قبولیت ظاہر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وقت کے
بادشاہ ان کے دروازے پر آتے ہیں۔ ذوالجلال کا
خیمہ ان کے دلوں میں ہوتا ہے۔ اور ایک رعب خدائی
ان کو عطا کیا جاتا ہے۔ اور شاہانہ استغنا ان کے
چہروں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ دنیا اور اہل دنیا کو
ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر سمجھتے ہیں فقط
ایک کو جانتے ہیں۔ اور اس ایک کے خوف کے
نیچے ہر دم گداز ہوتے رہتے ہیں۔ دنیا ان کے قدموں
پر گری جاتی ہے۔ گویا خدا ان کا جامہ پہن کر ظاہر ہوتا ہے

چوتھا اعتراض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام چشمہ معرفت کے صفحہ ۲۱۹
میں آریہ کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ
"پھر مضمون پڑھنے والے نے قرآن شریف
پر یہ اعتراض کیا۔ کہ اس میں لکھا ہے۔ کہ عیسیٰ
مسیح مع گوشت پوست آسمان پر چڑھ گیا
تھا۔ ہماری طرف سے یہ جواب ہی کافی
ہے۔ کہ اول تو خدا تعالیٰ کی قدرت سے
کچھ بعید نہیں۔ کہ انسان مع جسم عنصری
آسمان پر چڑھ جاوے۔ ماسوا اس کے
یہ خیال سراسر غلط ہے۔ کہ گویا حضرت
عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چڑھ گئے تھے"
اس عبارت کو پیش کر کے اسی معترض نے یہ اعتراض
کیا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب مسیح ناصری کا اس
عبارت میں آسمان پر جانا ممکن سمجھتے ہیں۔ اور احمدیوں
کی یہ غلطی ہے۔ کہ مرزا صاحب کے خلاف مسیح کے جسم عنصری
کے ساتھ آسمان پر جانے کو محال کہتے ہیں۔
سو جاننا چاہیئے کہ معترض کے لئے یہ عبارت کچھ
بھی مفید نہیں ہے۔ کیونکہ جس مدعا تو معترض کا مسیح کا
رفع جسمانی ثابت کرنا ہے۔ مگر اس کے متعلق حضرت
مرزا صاحب نے ساتھ ہی خود فرما دیا ہے کہ
کہ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ کہ گویا حضرت
عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چڑھ گئے تھے
قرآن شریف میں کئی جگہ صاف فرمایا ہے
کہ کوئی شخص مع جسم عنصری آسمان پر
نہیں جائیگا۔ بلکہ تمام زندگی زمین پر بسر
کریں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے۔ جیسا کہ وہ
فرماتا ہے۔ فیہا تحیون و فیہا تموتون
و منہا تخرجون یعنی زمین پر ہی تم مرو گے
اور زمین میں سے ہی تم نکالے جاؤ گے۔ پس
اس آیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ انسان کا
مع جسم عنصری آسمان پر جانا اس
وعدے کے برخلاف ہے۔ اور
خدا پر تخلف وعدہ جائز نہیں۔ اور اس
وعدہ میں کوئی استثنا نہیں۔ اور پھر دوسری
جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الم نجعل الارض
کفاتا احیاء و امواتا۔ یعنی کیا ہم نے
زمین کو ایسے طور سے پیدا نہیں کیا۔ جو اپنے
تمام باشندوں کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔
خواہ وہ زندوں میں سے ہوں۔ خواہ مردوں
میں سے۔ اور یہ بھی خدا کا وعدہ ہے
پھر ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولکم
فیہا مستقر و متاع الی حین۔ یعنی
تمہارا زمین پر ہی قرار ہوگا۔ اور تم زمین پر
ہی اپنی موت تک زندگی بسر کرو گے۔ یہ
بھی خدا کا وعدہ ہے۔ اور پھر ایک موقعہ پر
قرآن شریف میں یہ ذکر ہے کہ کفار قریش نے
ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے یہ معجزہ طلب کیا کہ ان کے روبرو آسمان
پر چڑھ جائیں۔ تو آپ کو خدا تعالیٰ نے
ان الفاظ کے ساتھ جواب دیا کہ قل سبحان
ربی ہل کنت الا بشرا رسولا یعنی ان
لوگوں کو یہ جواب دے۔ کہ خدا تعالیٰ اس
بات سے پاک ہے کہ اپنے وعدہ میں تخلف
کرے۔ (وعدہ کا ابھی ذکر ہو چکا ہے) اور
میں تو ایک انسان ہوں۔ جو تمہاری طرف

بھیجا گیا ہوں۔ اب ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ تہمت ہے کہ گویا وہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے تھے۔ یہ عقیدہ اسلام میں صرف ان عیسائیوں کے ذریعہ سے آیا ہے۔ جو ابتداء اسلام میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ورنہ قرآن شریف میں اس کا کہیں ذکر نہیں۔ اور کسی صحیح حدیث میں بھی یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت عیسیٰ مع جسم آسمان پر چلے گئے تھے"

پس جب حضرت مرزا صاحب نے مسیح ناصری کے رفع جسمانی کی ساتھ ہی تردید فرما دی ہے۔ تو معترض کا عبارت کے ایک حصہ کو پیش کر کے اعتراض کرنا اور ایک کو ظاہر نہ کرنا حد درجہ کی بد دیانتی ہے۔ رہا یہ کہ معترض کے پیش کردہ فقرہ سے ایک حد تک انسان کے مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جانے کا امکان نکلتا ہے اور ہم اس کو محال بھی کہتے ہیں۔ تو ان دونوں امروں میں کوئی تناقض نہیں ہے۔ کیونکہ محال کی دو قسمیں ہیں ایک محال لذاتہ اور دوسرے محال لغیرہ اور یہ مسئلہ مسلم ہے کہ محال لغیرہ ممکن لذاتہ ہوتا ہے۔ پس چونکہ کسی کا آسمان پر جسم عنصری کے ساتھ چڑھنا خدا تعالیٰ کے قانون اور وعدے کے مخالف ہونے کی وجہ سے ممتنع ہے۔ نہ لذاتہ اس لئے یہ کہنا بھی صحیح ہے۔ کہ وہ محال ہے۔ اور یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔ کیونکہ کسی چیز کا خدا کی قدرت کے اندر داخل ہونا اس کے محال لغیرہ ہونے کے منافی نہیں ہے۔ اسی اصول پر حضرت مسیح موعود ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۲۲۱۔ طبع ثالث میں لکھتے ہیں "بعض کہتے ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ قادر نہیں کہ مسیح ابن مریم کو زندہ کر کے بھیج دے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر صرف قدرت کو دیکھنا ہے اور نصوص قرآنیہ سے کچھ غرض نہیں۔ تو ظاہر ہے کہ قدرت حضرت باری تعالیٰ کی دونوں طور سے متعلق ہے۔ چاہے تو زندہ کر کے بھیج دے۔ اور چاہے تو ہرگز زندہ نہ کرے اور نہ دنیا میں بھیجے۔ دیکھنا تو یہ چاہیے کہ ان دونوں طور کی قدرتوں میں سے۔ اس کے منشاء کے موافق کونسی قدرت ہے۔ سو ادنیٰ سوچ سے ظاہر ہوگا۔ کہ یہ قدرت کہ جس کو ایک دفعہ مار دیا پھر خواہ نخواہ دو موتوں کا عذاب اس پر نازل کرے۔ ہرگز اس کے منشاء کے موافق نہیں۔ جیسا کہ وہ خود اس بارہ میں فرماتا ہے فیمسك التي قضىٰ عليها الموت۔ یعنی جس کو ایک دفعہ مار دیا پھر اس کو دنیا میں نہیں بھیجیگا۔ ...... یہ بات اس کے سچے وعدے کے برخلاف ہے"

اسی طرح ہم معترض صاحب کو کہتے ہیں کہ جسد عنصری کے ساتھ کسی کو آسمان پر لے جانے کی قدرت بھی خدا تعالیٰ کے منشاء کے موافق نہیں ہے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ اس جواب کے پہلے حصہ میں بیان ہوا ہے۔ بلکہ صحیح بات یہی ہے کہ "دنیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے۔ کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کیساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکتا" ازالہ اوہام حصہ اول طبع ثالث صفحہ ۲۔

فضل الدین وکیل۔

ایک نومسلم کا خط

لفٹنٹ فرگوسن صاحب لکھتے ہیں میں زبان عربی کے سیکھنے میں ترقی کر رہا ہوں۔ مگر سرکاری کام سے فرصت کم ہے۔ بہت سے رسالے میں نے لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیئے ہیں۔ اور امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اسلام اس ملک میں جلد پھیلے گا۔ اور خوب ترقی کریگا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد مجھ پر کئی ایک ابتلا آئے ہیں۔ اور مجھے دکھ دینے اور ستانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضل سے استقامت عطا فرمائی ہے۔

مسئلہ کفر و اسلام کا فیصلہ

اقبالی ڈگری

ناظرین کرام کو معلوم ہے کہ مباحثہ شملہ کا فیصلہ دربارہ نبوت مسیح موعود مدت سے شائع ہو چکا ہے۔ جس کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود واقعی نبی ہیں۔ اور بہ لحاظ نفس نبوت حضرت مسیح ناصری سے افضل ہیں اب فیصلہ کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ مسیح موعود کے منکر دائرہ اسلام سے خارج اور پکے کافر ہیں۔ چنانچہ مذکورہ فیصلہ کے لکھے جانے کے وقت پیغامی مدمقابل نے بھی صاف کہہ دیا کہ اگر مسئلہ نبوت کا یہی فیصلہ ہے تو پھر کفر و اسلام کا جھگڑا بھی طے ہے۔ اور ثالث وکیل سے کہا کہ جب آپ مرزا صاحب کو نبی قرار دیتے ہیں اور زمرہ انبیاء میں داخل قرار دیتے ہیں۔ اور عیسیٰ سے افضل ٹھیراتے ہیں۔ تو پھر آپ یہ بھی لکھ دیں کہ مرزا صاحب کے منکر واقعی کافر ہیں۔ لیکن اس وقت ثالث نے اس بات کو ٹال دیا۔ حالانکہ میں نے کہا کہ وکیل صاحب ان لفظوں کو نوٹ کر لیں۔ یہ اقبالی ڈگری ہے۔ مگر اس وقت یہ بات یونہی ٹل گئی۔ لیکن کچھ عرصہ بعد میری غیر حاضری میں وکیل صاحب کو بلا تمام تحریروں کے دکھانے کے اور ہمارے عذرات کو سنے بغیر ہی فیصلہ لکھدینے کو کہا گیا اور وکیل صاحب نے بھی یک طرفہ فیصلہ لکھ دیا۔ اور تمام فیصلہ کی بنیاد صرف ایک بات پر رکھی کہ صاحب الشریعت انبیا کا منکر کافر ہوتا ہے۔ اور غیر تشریعی نبیوں کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ چنانچہ فیصلہ کے اندر یہ الفاظ موجود ہیں۔ سلسلہ موسوی میں جس قدر غیر تشریعی انبیاء ہوئے ان کے منکر کافر نہیں ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت مسیح موعود کے منکروں کو بھی کافر قرار نہ دیا گیا۔ بلکہ فاسق قرار دیا گیا۔ یہ فیصلہ اگرچہ سراسر خلاف تحریرات حضرت مسیح موعود تھا۔ بلکہ قرآن و حدیث کے صریح مخالف تھا۔ حتیٰ کہ پیغامیوں کے

اپنے مسلمات کے بھی خلاف تھا۔ مگر چونکہ مسیح موعود کے منکروں کو بھی مسلمان قرار دیا گیا تھا اس لئے پیغامیوں نے اسے چھاپ کر ثالث کو دکھلائے بغیر ہی شائع کر دیا۔ کیونکہ انہیں یہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ یہ فیصلہ کہیں دوبارہ دیکھنے میں بدل نہ دیا جائے بلکہ یہاں تک خیانت سے کام لیا گیا۔ کہ فیصلہ کا ایک نہایت ضروری حصہ جو نبوت کے متعلق تھا شائع نہ کیا۔ کیونکہ اس سے فیصلہ کفر و اسلام پر برا اثر پڑتا تھا۔ اور یہ ممکن نہ تھا کہ پبلک ایک طرف تو یہ پڑھے کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں۔ اور دوسری طرف یہ پڑھے کہ مسیح موعود نبی اللہ کے منکر کافر نہیں ہیں۔ اور پھر بول نہ اٹھے کہ یقیناً یہ فیصلہ غلط ہے کیونکہ جب مسیح موعود نبی اللہ ہیں۔ تو ان کا منکر ضرور ضرور کافر ہے۔

جب میں پانچ ماہ کی غیر حاضری کے بعد شملہ پہنچا تو میں نے وکیل صاحب سے کہا کہ آپ کا فیصلہ جیسا کہ پیغام صلح میں شائع ہوا ہے بالکل غلط ہے اور علاوہ ازیں خلاف قاعدہ ہے۔ کیونکہ ہمارے عذرات سنے ہی نہیں گئے۔ اور مدعی ہم تھے۔ ہم غیر حاضر تھے۔ آپ کو چاہئے تھا کہ آپ ہم کو اطلاع دیتے اگر ہم حاضر نہ ہوتے تو پھر ہمارا قصور ہوتا۔ لیکن اب تو یہ آپ کا قصور ہے۔ اس لئے آپ فیصلہ دوبارہ ہمارے سامنے لکھائیں۔ جس قدر ہمارے اعتراضات ہیں۔ ان کا جواب دیں۔ اب بحث از سر نو شروع ہو گئی اور وکیل نے کہا کہ میں اپنے فیصلہ پر نظر ثانی شروع کروں گا۔ اور ساتھ ہی یہ تسلیم کر لیا کہ اس میں بعض غلطیاں ہیں جو ضرور قابل اصلاح ہیں اب یہ جھگڑا اسی طرح اور ایک سال چلتا رہا۔ میں نے تمام فیصلہ کا جواب وکیل کے سپرد کر دیا۔ اور اپنے مطالبات کا جواب چاہا۔ کچھ عرصہ تو یونہی گذار دیا۔ لیکن آخر اب پھر باقاعدہ سلسلہ بحث جاری ہو گیا ہے۔

وکیل صاحب نے مجھے اتوار گذشتہ کو کہا کہ میرے فیصلہ کا انحصار صرف اس امر پر ہے۔ کہ میرے نزدیک مرزا صاحب کا مذہب یہ ہے کہ صرف صاحب الشریعت انبیاء کا انکار کفر ہے۔ اگر یہ غلط ہے تو میرا سارا فیصلہ غلط ہے۔ میں نے کہا کہ بے شک یہ بات غلط ہے درست یہ ہے کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے۔ پھر میں نے حقیقۃ الوحی پیش کی۔ اور مختلف مقامات دکھائے جہاں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ کہ ہر نبی کا منکر کافر ہے۔ الحکم و بدر کے کچھ حوالے دکھائے۔ اور آخر یہ کہا کہ فریق مخالف موجود ہے۔ ان سے ہی پوچھئے کہ ان کا کیا مذہب ہے۔ آیا ان کا یہ مذہب ہے۔ کہ صرف صاحب شریعت نبیوں کا منکر کافر ہے۔ یا یہ مذہب ہے کہ نبی کا منکر کافر ہے۔ خواہ کوئی نبی ہو۔ اس پر مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔

وکیل (عبدالحق سے مخاطب ہو کر) کیا تمہارے نزدیک تمام نبیوں کے منکر کافر ہیں۔ یا صرف صاحب الشریعت نبی کا منکر کافر ہوتا ہے۔

عبدالحق ۔ میرے نزدیک تمام نبی صاحب کتاب ہیں۔ جو صاحب کتاب نہیں وہ نبی ہی نہیں۔ لہذا تمام نبیوں میں سے ہر ایک کا منکر کافر ہے۔

وکیل۔ یہ تو میں مان نہیں سکتا کہ سب نبی صاحب کتاب ہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب صاف لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں صدہا نبی بغیر کتاب آئے۔ جو صرف پیشگوئیاں کیا کرتے تھے۔ اور مجدد شریعت موسوی تھے۔ اور مرزا صاحب کے نزدیک نبی کے لئے کتاب کا لانا شرط نہیں ہے صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ جس میں بکثرت غیب کی خبریں ہوں ضروری ہے۔

عبدالحق۔ یہ غلط ہے۔ وہ صدہا نبی جن کا ذکر مرزا صاحب نے کیا ہے۔ وہ تو شیطان تھے۔ تورات میں تو صاف لکھا ہے کہ وہ جھوٹے نبی تھے اور ضرورت الامام میں بھی مرزا صاحب نے جھوٹا لکھا ہے۔

وکیل۔ یہ تو فضول بات ہے کہ مرزا صاحب یہ کہتے ہوں کہ وہ نبی شیطانی تھے۔ جب کہ یہ لکھتے ہیں کہ جب بنی اسرائیل میں صدہا ایسے نبی ہوئے جو کوئی کتاب نہ لائے تھے۔ صرف پیشگوئیاں کیا کرتے تھے وہ نبی کہلاتے اسی طرح میں بھی ہوں۔

میں وکیل صاحب آپ غور فرمائیں۔ کہ یہ صدہا انبیاء تورات کے مجدد ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ وہ نبی ہیں جن کا ذکر آیت و آتینا موسیٰ الکتاب و قفینا من بعدہ بالرسل اور آیت ثم ارسلنا رسلنا تترا میں ہے۔ اب کیا خدا نے جن کو رسول کہا ہے وہ نعوذ باللہ شیطان تھے۔

عبدالحق ان نبیوں کو القاء شیطانی ہوا۔ اور ان کی پیشگوئی غلط نکلی۔ لہذا وہ نبی نہیں ہو سکتے۔ بلکہ وہ جھوٹے نبی ہیں۔

وکیل۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ جھوٹے نبی تھے۔ بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ کبھی انبیاء کی وحی میں بھی دخل شیطانی ہو جاتا ہے۔ نیز ان کو اگر جھوٹا ثابت کیا جاوے تو اس سے یہ تو ثابت نہ ہوگا۔ کہ نبی کے لئے کتاب لانا شرط ہے۔ یا یہ کہ جو نبی کتاب نہیں لاتے وہ سب جھوٹے ہی تھے۔ نبی نہ تھے۔

میں۔ وکیل صاحب یہ گھڑی گھڑی کتاب کتاب کر رہے ہیں۔ مگر یہ تو دریافت فرمائیے۔ کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے۔ کہ یہ سب نبی صاحب کتاب تھے۔ تو بھی اس سے کیا منشاء ہے۔ کیونکہ بحث تو یہ ہے۔ کہ کیا سب نبی صاحب شریعت ہیں یا نہیں۔ صاحب کتاب ہونے سے صاحب شریعت ہو جانا تو ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ مولوی محمد علی کی کتاب موجود ہے وہ خود کہتے ہیں۔ صاحب الشریعت ہونا اور بات ہے۔ اور صاحب کتاب ہونا اور بات ہے۔

عبدالحق۔ صاحب شریعت اور صاحب کتاب ہونا ایک ہی بات ہے۔ مولوی محمد علی کے لکھنے کو میں کیا کروں۔

میں۔ تم لوگ روز نیا مذہب بنا کر بحث کرنے آؤ تو فیصلہ مشکل ہے۔ اگر تم اب یہ بھی کہہ دو کہ ہمارے نزدیک صاحب الشریعت کا منکر بھی کافر نہیں۔ تو کیا اختیار ہے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ آپ کے نزدیک جو تمام نبیوں کے منکر کافر ہیں آیا ان کے منکر اس لئے کافر ہیں کہ وہ نبی ہیں۔ اور خدا کہتا ہے کہ نبی کا منکر

کافر ہے۔ یا ان کے منکر آپ کے نزدیک اس لئے کافر ہیں کہ وہ نبی کوئی کتاب لائے تھے۔

عبدالحق - ان نبیوں کے منکر اس لئے کافر ہیں کہ وہ نبی ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کہ نبیوں کا منکر کافر ہے۔

میں - اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ نبی ایسے بھی ہیں جو کوئی شریعت یا کتاب نہیں لائے۔ تو پھر آپ کے نزدیک ان کے منکر کافر ہونگے۔ یا نہیں۔

عبدالحق اگر وہ نبی ہیں۔ تو ان کے منکر کافر ہیں

میں - وکیل صاحب سن لیجئے۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ ثابت ہو جاوے۔ کہ نبی ایسے بھی ہوئے ہیں۔ جو کوئی کتاب نہیں لائے۔ تو بھی ان کے منکر کافر ہی ہونگے گویا ان کا یہ مذہب ہے کہ نبی کا منکر کافر ہے۔ خواہ وہ کتاب لایا ہو۔ یا نہ لایا ہو۔

وکیل مگر یہ تو بغیر کتاب کسی کو نبی مانتے ہی نہیں۔

میں - نہ مانیں۔ لیکن اصولاً تو یہ مانتے ہیں کہ اگر کوئی نبی بغیر کتاب ہو تو بھی اس کا منکر کافر ہوگا اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ نبی بغیر کتاب بھی ہوئے ہیں اس لئے اب آپ کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ ہر نبی کا منکر کافر ہے

عبدالحق - یہ تو واقعی بات ہے۔ کہ جو نبی ہے اس کا منکر کافر ہے۔ مگر کوئی نبی بغیر کتاب نہیں ہے لیکن اگر ثابت ہو جاوے کہ کوئی نبی بغیر کتاب ہے۔ تو پھر بھی اس کا منکر کافر ہی کہلائیگا۔

وکیل - اس صورت میں تو پھر مرزا صاحب کے منکر بھی کافر ٹھہریں گے۔

عبدالحق اگر آپ کے نزدیک مرزا صاحب نبی ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ سے افضل ہیں۔ تو پھر یہ واقعی امر ہے۔ کہ مرزا صاحب کے منکر پکے کافر ہیں۔ اور یہ میں نے پہلے بھی مسئلہ نبوت کے فیصلہ کے وقت کہہ دیا تھا۔

میں - جزاک اللہ۔ ایک دفعہ پھر فرمایئے۔

عبدالحق - اگر وکیل صاحب اپنے فیصلہ دربارہ نبوت مسیح موعود پر قائم ہیں۔ تو پھر بیشک مسیح موعود کے منکر کافر ہیں

میں - وکیل صاحب اب فرمایئے۔ اب تو یہ اقبالی ڈگری ہے۔

وکیل - میں اس بات کے ماننے کو طیار نہیں کہ نبی بغیر کتاب نہیں ہو سکتا اور نہ میں اس بنا پر اپنے فیصلہ کو بدلنے کے لئے طیار ہوں۔ لیکن اب میں آئندہ اس امر پر بحث سننا چاہتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ ایک نبی غیر تشریعی جو تجدید دین کرتا ہے۔ اس کا منکر تو تم بالواسطہ مسیح کافر قرار دیتے ہو۔ اور ایک محدث جو تجدید دین کرتا ہے۔ اس کے منکر کو تم فاسق قرار دیتے ہو۔ **میں** - بہت اچھا۔

اب یہ سلسلہ بحث تو ختم ہو گیا۔ لیکن میں نے عبدالحق سے کہا۔ کہ کیا آپ اپنے الفاظ مجھے اپنے منہ سے لکھا سکتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ اب یہ اخبار میں شائع ہونگے۔ اس نے الفاظ نہ لکھائے۔ مگر میں نے اس کے الفاظ کو اس کے سامنے دوہرا دیا اور بات ختم ہو گئی۔ اب کی ہفتہ اتوار کو پھر سہی ار زندہ و صحبت باقی۔ (عمرالدین احمدی از شملہ)

مختصر رپورٹ مباحثہ ہوشیارپور

مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق میں سنا کرتا تھا کہ خود پبلک میں مباحثہ کا اعلان کرنے کے بعد اولاً شرائط مباحثہ مقرر کرنے میں ہی روک ڈال دیتے ہیں۔ اور اس طرح پبلک کو جمع کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور اگر کوئی انھیں کے مقرر کردہ شرائط کو منظور بھی کرے۔ تو مباحثہ میں ادھر ادھر کی باتوں اور تمسخر آمیز کلمات و شعر بازی سے وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ اور قرآن و حدیث کی طرف ... نہیں آتے۔ اس کو میں سن کر تعجب کرتا تھا۔ کیونکہ ایک مولوی فاضل جو مدعی اہل حدیث ہو۔ اگر وہ قرآن شریف سے روگردانی کرے تو جائے تعجب ہے۔ مگر ۳- فروری ۱۹۱۸ء کے مباحثہ نے جو میرے اور ان کے درمیان خاص ہوشیارپور میں صداقت مسیح موعود پر ہوا) تمام باتوں کو صحیح اور کامل کر دکھلایا۔ اور جو جو خفیہ پہلو مولوی صاحب نے مباحثہ سے بچاؤ کے لئے بنائے۔ وہ میں خوب جانتا ہوں مگر چونکہ میں نے مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ اور دوستوں سے کہہ بھی دیا تھا۔ کہ میں آج حتی المقدور انشاء اللہ مولوی صاحب کے تمام شرائط منظور کر کے بحث ضرور کرونگا۔ اس واسطے میں نے تمام شرائط منظور کر لئے۔ انھوں نے وفات مسیح ناصری پر مباحثہ کرنے سے انکار کیا۔ اور صداقت مسیح موعود بحث کا موضوع مقرر کیا میں نے یہ منظور کر لیا تو عین وقت پر بجائے نصف نصف گھنٹے کے پندرہ پندرہ منٹ بولنے کے لئے مقرر کئے۔ جب میں نے وہ بھی منظور کر لئے۔ تو آخری وقت جو بحیثیت مدعی ہونے کے مجھے تقریر کے لئے ملنا چاہیے تھا۔ نہ دیا۔ مگر میں نے سب کچھ منظور کر لیا اور کھڑا ہو کر کہا کہ صداقت مسیح موعود کے مسئلہ کی دو جزو ہیں۔ ایک وفات مسیح ناصری۔ جس کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے گریز سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت شدہ پیغمبروں میں سے ہیں۔ اور دوسرا جزو یہ ہے کہ صادقوں کے معیار پر صادق آتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس پر آیات مندرجہ ذیل پڑھیں۔ فقد لبثت فیکم عمرا الخ اور لو تقول علینا بعض الاقاویل الخ اور فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات۔ الخ ان میں سے۔ اول الذکر دو آیتوں کی تشریح مع شہادت ریویو مولوی محمد حسین صاحب اور مقدمہ تفسیر ثنائی صہ ۱۶ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر چسپان کر کے دکھلائی اور تیسری آیت کے ثبوت میں میں نے اعجاز احمدی کے چند اشعار پڑھے۔ جن میں ایک یہ شعر بھی تھا۔

فان الک کذابا فیاءتی بمثلھا
وان الک من ربی فیغشے ویشبرا

مگر افسوس کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بالکل قرآن شریف کی طرف نہ آئے۔ اور دوا ماو احمد بیگ کی پیشگوئی لوگوں کو سنانی شروع کر دی۔ اور اسی میں اپنا وقت

خرچ کیا۔ میں نے اٹھ کر پہلے آیت قل اباللہ و آیاتہ نستہزؤن سے لوگوں کو سمجھایا کہ مومن لوگ تمسخر نہیں کیا کرتے۔ اور مولوی صاحب نے جو پیشگوئی پر اعتراض کیا ہے۔ اس کا جواب میں آخری وقت میں ضرور دونگا۔ اور خوب ان پر سہ آیات اور آیت ومن اظلم ممن افتریٰ الخ پر تقریر کرکے مولوی صاحب کو اور لوگوں کو ادھر متوجہ کیا۔ مگر مولوی صاحب جب کھڑے ہوتے کبھی اپنا مباہلہ لے بیٹھتے۔ اور کبھی یہی نکاح والی پیشگوئی۔ سناتے۔ مگر میں بھی ہر بار پہلے کوئی نہ کوئی آیت تمسخر کی مذمت میں پڑھ کر قرآنی معیاروں کی طرف لوگوں کو متوجہ کرتا آخر میں میں نے مولوی ثناء اللہ کے مباہلہ اور نکاح کی پیشگوئی پر بھی تقریر کی اور اپنی طرف سے اسے صاف کردیا۔ جب لوگوں نے یہ معلوم کرلیا کہ مولوی صاحب نے اپنی اخبار ۲۶ اپریل اہلحدیث میں مباہلہ سے انکار کردیا ہے۔ چنانچہ اخبار بجنسہ دکھلائی گئی۔ اور یہ بھی بتلایا گیا کہ محمد رسول اللہ صلعم بھی حضرت مسیح موعود کی طرح میدان مباہلہ میں نکلے تھے۔ مگر فریق مخالف مولوی صاحب کی طرح مباہلہ سے انکاری ہو کر بچ رہا تھا۔ اور پھر جب لوگوں نے یہ بھی سن لیا۔ کہ جس خاندان میں سے نکاح کی پیشگوئی کی گئی تھی۔ اس سے کئی ایک احمدی ہوگئے ہیں۔ اور خود داماد احمد بیگ غائت درجہ کا حسن ظن رکھتا ہے۔ تو اس واقعہ سے اس قدر موثر ہوئے کہ باوجود بار بار کہنے مولوی ثناء اللہ صاحب کے کہ ”لوگو بیٹھ جاؤ وقت مباحثہ جو دو گھنٹہ تھا ختم ہوگیا ہے۔ اب میں اپنا لیکچر شروع کرتا ہوں“ ان کی باتیں سننے کے لئے کوئی بھی نہ بیٹھا۔ بلکہ ہمیں پوچھتے تھے کہ آپ لوگ کہاں اور کب لیکچر دوگے۔ اور سامعین جو تعداد میں ایک ہزار سے زائد تھے۔ بغیر شور و غل کے خاموش اٹھے۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔ بلکہ جس اہلحدیث نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے لیکچر اور مباحثہ اپنے مکان پر کرانے تھے۔ اس کے فرزند نے ہمیں اطلاع دی کہ بیشک آپ یہاں لیکچر دلویں میرے اس مضمون کی تصدیق (کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے کوئی جواب میرے کسی پیش کردہ معیار قرآنی کا نہیں دیا۔) یوں بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جواب اب اپنی اخبار میں شائع کردیں۔ اور اگر امرتسر میں بھی مناظرہ کرنا ہو تو بھی اسی موضوع پر انہیں شرائط سے بندہ حاضر ہے۔ واقعی سچ ہے

وقال الرسول یارب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا۔ وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

اندکے پیش تو گفتم دل غم ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

محمد ابراہیم بقاپوری

تبلیغ رسالت

خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ پرانے اشتہارات جو حضور نے مخالفین سلسلہ و غیر مذاہب کے مقابلہ میں ابتدائے زمانہ سے کر آخر وقت تک بطور اتمام حجت شائع کئے اور وہ اشتہار اب بالکل نایاب ہیں حتیٰ کہ تمام احمدی جماعت میں بھی کسی کے پاس وہ مکمل طور پر موجود نہیں۔ کتابی صورت میں شائع ہونے لگے ہیں۔ تاکہ وہ محفوظ ہو جائیں۔ ورنہ ممکن ہے کہ زمانہ کی دستبرد اور ہماری غفلت سے وہ ضائع ہو جائیں۔ اور حضرت مسیح موعود نبی اللہ فی حلل الانبیاء کا وہ زبردست کارنامہ جو حضور کے پاکیزگی اور صداقت کا اہم اور زبردست ثبوت ہے۔ دنیا کی نظروں سے پوشیدہ رہے اور آئندہ آنے والی نسلیں و موجودہ جماعت ہی اس کے محروم رہ جائے۔ الحمد للہ کہ اس خاکسار ایڈیٹر فاروق نے چودہ سال کی لگاتار محنت و تلاش کے بعد قریب ۲۴۰ اشتہاروں کے وہ جمع کرلئے ہیں۔ جن کو کتابی صورت میں چھاپنے سے ڈیڑھ ہزار صفحہ سے زیادہ ضخامت کی کتاب ہوگی۔ اور مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ اس نایاب خزانہ جواہرات کو جس طرح بھی ہو سکے محفوظ کرلیا جائے۔ لہذا کاتب کو لکھنے کے واسطے دیدیئے ہیں۔ عنقریب چھپنے شروع ہو جائیں گے۔ اس لئے عام اطلاع دی جاتی ہے کہ جو دوست ایک روپیہ پیشگی معہ درخواست خریداری بنام راقم ایڈیٹر فاروق قادیان بھیج دیں گے۔ ان کو ہی یہ قابل قدر نعمت تبلیغ رسالت ملیگی۔ کیونکہ اس کی اسی قدر جلدیں طبع ہونگی جس قدر خریدار ہونگے۔ بوجہ گرانی کاغذ و زیادتی اخراجات طبع وغیرہ زائد از ضرورت جلدیں اس زمانہ میں نہیں چھپ سکتیں۔ یہ کل مجموعہ قریباً دس جلدوں میں ختم ہوگا۔ اور ہر جلد ۱۰ اصفحہ یعنی دس جزو کی ہوگی۔ اور ہر جلد کی ایک روپیہ قیمت مقرر کی گئی ہے۔ جو صاحب ایک روپیہ پیشگی بھیجیں گے ان کو مکمل مجموعہ کا خریدار تصور کیا جائیگا۔ اور ہر جلد ان کو ارسال ہوگی۔ پہلی جلد انشاء اللہ فروری ۱۹۱۸ء میں نکل جائیگی اور باقی جلدیں بھی خدا کے فضل سے ۱۹۱۸ء سال رواں کے اندر اندر شائع ہو جائینگی۔ احمدی احباب جن کو اس نایاب مجموعہ کی قدر ہے جلد اپنی درخواست خریداری معہ ایک روپیہ پیشگی ایڈیٹر فاروق کے نام ارسال کردیں۔ بغیر اس کے یہ خزانہ ہدایت اور گنجینہ معرفت کسی کو نہ ملیگا۔ والسلام

المعلن خاکسار قاسم علی ایڈیٹر فاروق قادیان

خدا کے پیارو

اے میرے دین کے بھائیو! اللہ تعالیٰ کے فضل نے ہاں محض اس کے رحم و کرم نے میرے قلم سے اخبار ستارہ صبح کے ایک مضمون کا جواب لکھوایا ہے۔ جو نہایت باریک و خوشخط لکھائی سے دو بڑے ورق پر یا پورے ستارہ صبح کے مکمل برابر ہے۔ ضرورت ہے کہ یہ کثرت سے شائع ہو جائیگا۔ تے روپیہ سیکڑہ کے لگ بھگ اس کا خرچ ہے۔ جو جماعتیں یا بھائی اس میں حصہ لے کر اجر عظیم حاصل کرنا چاہیں۔ وہ فی الفور اس کی حسب ہی تعداد مطلوبہ کی درخواستیں اور روپیہ طلب ہی بھیدیں۔ خدا کرے کہ جماعت احمدیہ کی ۷۰۰ انجمنیں کل کی کل مع اعلیٰ قدر مراتب اس میں شریک ہو جائیں۔ دیر کریں گے تو پھر نہ ملسکے

ہندوستان کی خبریں

مسز سروجنی نائیڈو کو نور کی خبر ہے۔ کہ مسز سروجنی نائیڈو معہ میجر ایم جی۔ اور مس ناجا نائیڈو جوان کی لڑکی ہے۔ سکندر آباد سے پاسچور انسٹی ٹیوٹ میں برائے علاج آئی ہیں۔ ان سب کو پاگل کتے نے جو دیوانہ ہو گیا تھا کاٹ کھایا ہے۔

مولوی ظفر علی خاں کی ملازمت معلوم ہوا ہے۔ کہ مولوی ظفر علی خاں صاحب ایڈیٹر ستارہ صبح جو حضور نظام دکن کے دہلی تشریف لانے کے موقع پر دہلی گئے تھے۔ اور وہاں انھوں نے درخواست ملازمت کی تھی۔ انہیں پھر حیدر آباد میں حیدر آباد یونیورسٹی کے متعلق کوئی ملازمت عطا کی گئی ہے۔

حضور لاٹ صاحب پنجاب کا دورہ اعلان کیا گیا ہے کہ حضور لاٹ صاحب بہادر پنجاب ۲۔ فروری کو لاہور سے دورہ پر روانہ ہونگے اور ۱۱۔ کو سپیشل ٹرین سے جا بجا ۱۲۔ کو بہاولپور۔ اور ۱۴۔ کو ملتان پہنچینگے۔ پھر ۱۷۔ کو بذریعہ موٹر کار غازی گھاٹ سے ڈیرہ غازی خاں کو روانہ ہونگے۔ ۱۹۔ کو بسواری موٹر کار ڈیرہ غازیخاں سے لیہ کو روانہ ہونگے لیہ سے ۲۱۔ کو بذریعہ ریل مظفر گڈھ تشریف لے جائیں ۲۲۔ کو فیروز پور پہنچ کر ۲۴۔ کو لاہور آ جائیں گے۔ آپ کی روانگی اور واپسی سوائے بہاولپور کے غیر سرکاری طور پر ہوگی۔ مگر بہاولپور میں داخلہ سرکاری ہوگا

امپیریل لیجسلیٹیو کونسل امپیریل کونسل کا موسم سرما کا پہلا اجلاس ۶۔ فروری کی صبح کو دہلی میں زیر صدارت ہز ایکسلنسی وائسرائے منعقد ہوا گیلریاں وزیٹروں سے بالکل پُر تھیں جن میں ہز ایکسلنسی لیڈی چیمسفورڈ مسٹر مانٹیگو وزیر ہند لارڈ ڈنمور مسٹر چارلس رابرٹس مسٹر کی این سر ولیم وینسنٹ اور کثیر التعداد خواتین شامل تھیں۔ ہز ہائینس جام صاحب آف جام نگر بھی شامل تھے۔

اشتہار

احمدیہ کمیشن ایجنسی بمبئی

۱ میں بمبئی میں کمیشن ایجنسی کھولنی چاہتا ہوں اگر ہمارے تاجر پیشہ بھائی بمبئی سے براہ راست ہماری ایجنسی کی معرفت مال منگوائیں گے۔ تو انشاء اللہ ان کو نیتجتاً بہت ارزاں پڑے گا۔ کیونکہ اس طرح وہ درمیانی تاجروں کے کمیشن اور منافع سے بچ جائیں گے۔

بمبئی میں دو قسم کے نرخ ہیں۔ ایک جبانی اور ایک صافی۔ جبانی کا یہ مطلب ہے کہ بعض ایجنٹ عنہ کے اں کی قیمت زائد فی صد روپیہ لگا کر پھر اسی پر کمیشن لیتے ہیں۔ ہم انشاء اللہ ایسا نہیں کریں گے۔ پس آپ ہماری معرفت بمبئی کا جو مال چاہیں منگوائیں انشاء اللہ آپ ہر طرح فائدہ میں رہیں گے۔ دیگر شرائط بذریعہ خط و کتابت طے کی جاویں۔

۲۔ ایجنسی کا کاروبار چلانے کے لئے ابتداء میں پانچسو روپیہ کی ضرورت ہے۔ اگر پچاس احباب براہ امداد دس دس روپے مجھے بطور قرض عطا فرما دیں۔ تو میں اس کام کو جلد سے جلد شروع کر سکتا ہوں۔ قرضہ حسب منشاء وصول ہوگا انشاء اللہ اسی ممبر سے یا ادنیٰ بار ہی ادا کر دیا جائیگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام نے مجھے اس تحریک کی اجازت عطا فرمائی ہے بلکہ از راہ کرم مجھے اس کام کے لئے ..... پچاس روپیہ بھی عنایت فرمائے ہیں جو احباب میرے حالات سے آگاہ نہیں ہیں۔ وہ میری نسبت میرزا بشیر احمد صاحب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم صاحب سے دریافت فرما سکتے ہیں گو میں سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا میرے حال پر اس قدر نظر کرم فرمانا میرے متعلق کسی مزید اطمینان کی ضرورت نہیں چھوڑتا۔

میرا پتہ یہ ہے:۔

ایم۔ پی۔ نور الدین احمدی احمدیہ ایجنسی کمیشن ایجنٹ بمبئی
متصل کٹھرا پارسی۔ پوسٹ نمبر ۹۔ بمبئی۔

ممیرے کا سرمہ اور ست سلاجیت

ممیرے کی تصدیق حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے خلیفہ اول نے کی اور سرمہ کی ترکیب انھوں نے ہی بتلائی ہے اور فرمایا "برائے امراض چشم بسیار مفید است" ممیرے کی قیمت فی تولہ عہ اور سرمہ فی تولہ عہ

ست سلاجیت فی تولہ عہ مقوی اعضائے رئیسہ۔ مشتہی طعام۔ قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر۔ دق شیخوخیت۔ قاتل کرم شکم ملفت سنگ گردہ۔ درد مفاصل کے لئے مجرب ہے

المشتہر احمد نور کابلی مہاجر قادیان ضلع گورداسپور

پرچہ ٹریکٹ رفیق حیات

یہ ٹریکٹ ہر ماہ میں ایک دفعہ قادیان سے شائع ہونا شروع ہوا ہے اس میں طبی۔ علمی۔ تجارتی مضامین پر عالمانہ بحث کی جاتی ہے۔ اور صدری نسخہ جات اور ہر امراض کے متعلق مفت مشورہ لکھے جانے کے علاوہ حضرت حکیم الامۃ مولٰنا نور الدین خلیفہ اول رض کے مجربات جن کی ایک مدت سے شائق تھی صحیح طور پر درج کئے جاتے ہیں۔ باوجود ان خوبیوں کے سالانہ چندہ صرف ایک روپیہ (عہ) طلبا کو ۱۲ اور خریداروں کو ان تین ادویہ میں سے جس کو وہ پسند کریں گے دوائی مفت نذر ہوگی۔ بدلہ

دوائی مقوی اعصاب - مفت ۔ سرمہ نور - مفت ۔ مقوی اعضائے رئیسہ - مفت

منیجر رفیق حیات قادیان

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا